کچھ یادیں کچھ باتیں

امین الدین انصاری

رفیقِ امیرشریعت، خطیبِ پاکستان

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کا شمار مجلس احرار اسلام کے مقتدر رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد گرامی (حضرت قاضی محمد امین رحمہ اللہ) نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمت میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو پیش کرتے ہوئے یہ درخواست کی کہ یہ بچہ آپ کی خدمت میں اس جذبہ کے تحت پیش ہے کہ آپ اس کی تربیت اس انداز میں کیجیے کہ دینِ حق اور تبلیغ اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جائے۔ الحاد کے اس دور میں اپنے علم اور جذبۂ ایمانی سے دینِ حق کی شمع فروزاں رکھے۔ جذبۂ صادق ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے اسباب پیدا فرمادیتا ہے کہ اس کی راہ میں ایثار کرنے والوں کی دلی آرزو پوری ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ حضرت امیر شریعت کی تربیت اور مجلس احرار اسلام کے جلیل القدر رہنماؤں کی صحبت میں قاضی صاحب کی یہ خوبیاں پوری آب و تاب کے ساتھ اجاگر ہوئیں۔ حضرت قاضی صاحب نے امیر شریعت کے انداز خطابت کو اپنایا اور اس اندازِ خطابت کی بناپر آپ کو خطیب پاکستان کے لقب سے نوازا گیا۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم نے قاضی صاحب کی دینی ملی اور ردِ مرزائیت کی عظیم خدمات کے پیشِ نظر انہیں ''سفیر اسلام'' کے لقب سے منسوب کیا۔ قاضی صاحب کو ردِ مرزائیت میں بڑا کمال حاصل تھا۔ آپ نے مرزائیت کے تمام لٹریچر کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ مرزا قادیانی کی ہر کتاب کے حوالہ جات سے مرزا کی جھوٹی نبوت، اس کے کفر و ارتداد اور اس کے فسق و فجور کا پردہ چاک کرنے میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران ملک بھر کا طوفانی دورہ کر کے عوام کو مرزائیت کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ ان ہی دنوں کسی شاعر نے قاضی صاحب کو یوں خراج تحسین پیش کیا تھا۔

اژدھا مرزائیت کا بل پہ بل کھانے لگا

فسوں جب قاضی نے پھونکا مجلس احرار کا

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے حضرت قاضی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں لاء کالج میں قانون کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ ایک شام میں اپنے والد گرامی فضل الدین انصاری کے ہمراہ انارکلی سے گزر رہا تھا۔ سامنے سے حضرت قاضی صاحب تشریف لا رہے تھے۔ والد صاحب چونکہ قاضی صاحب کے احباب میں سے تھے۔ ملاقات ہوئی میرا تعارف کرایا گیا۔ یہاں سے میں، اباجی اور قاضی صاحب انارکلی میں مشہور آنکھوں کے چشموں کی دکان امیر آپٹیکل پر گئے۔ قاضی صاحب بیچ

پر لیٹ گئے اور مجھے بازو دبانے کی ہدایت فرمائی۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ قاضی صاحب بھاری بھر کم جسم کے حامل تھے۔ میرے جسم دبانے سے انہیں مکمل راحت حاصل نہ ہوئی۔ فرمایا وکیل صاحب زور سے دبائیں۔ میں نے ازروئے تفنن عرض کیا۔ حضرت آپ نے دیسی گھی اور دیسی گندم کھائی ہے اور ہم امریکن گندم اور بناسپتی گھی (ڈالڈا) کھا رہے ہیں۔ دونوں میں فرق ہے۔ ہماری طاقت بھی خوراک کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ قاضی صاحب میرے جواب سے خوش ہوئے اور فرمایا وکیل صاحب ایک شعر آپکی نذر کرتا ہوں۔

اس کی بیٹی نے اٹھارکھی ہے دنیا سر پر
شکر ہے کہ حضرت انگور کے بیٹا نہ ہوا

قاضی صاحب نے شفقت فرماتے ہوئے مجھے اسلام اور کمیونزم میں فرق بیان کرنے کو کہا۔ میں نے اپنی استعداد و علم کے مطابق جو سمجھا بیان کر دیا۔ فرمانے لگے میرے عزیز! اسلام اور کمیونزم کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لو۔ پھر فرمایا:

"کمیونزم دولت چھیننا ہے اور اسلام دولت کی محبت چھیننا ہے۔ وہ اس دولت میں سے غریبوں، مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں کا حق ادا کرنے (یعنی زکواۃ) کی تاکید کرتا ہے۔"

اس کے بعد والد صاحب نے قاضی صاحب سے اجازت چاہی اور ہم اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہونے والی یہ مختصر ملاقات ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں۔ لیکن ان کی دلکش، پر نور شخصیت اور ان کی دل نواز گفتگو آج بھی میرے دل و دماغ پر نقش ہے اور یہ میرے لئے سرمایۂ حیات ہے۔

اس پہلی مختصر ملاقات کے بعد حضرت قاضی صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ میرے دوست محمد اسلم جو قصور کے رہنے والے ہیں آج کل ملتان میں بٹ برادرز کے نام سے ادویہ کا کاروبار کر رہے ہیں نے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ قاضی صاحب کو قصور ایک جلسہ میں خطاب کرنے کے لئے مدعو کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ قاضی صاحب سے رابطہ ہوا۔ آپ نے اپنی ڈائری دیکھ کر محمد اسلم صاحب کو تاریخ دے دی۔ اس کے مطابق جلسہ سے چند روز پہلے جلسے کا اعلان کر دیا گیا۔ ادھر دلچسپ اتفاق یہ ہوا کہ قاضی صاحب اور اسلم صاحب کا اس دوران آپس میں کوئی رابطہ نہ ہوسکا۔ قاضی صاحب اپنے پروگرام کے مطابق مقررہ تاریخوں پر روانہ ہو چکے تھے۔ جلسے کی تاریخ کا دن جوں جوں قریب آرہا تھا۔ اسلم صاحب کی بے قراری اتنی ہی بڑھتی جارہی تھی۔ اسلم صاحب نے مجھ سے بار بار اپنی بے قراری کا اظہار کیا اور مجھے مجبور کیا کہ قبلہ قاضی صاحب سے رابطہ کروں۔ آخر میں اسلم صاحب کو لے کر محترم ماسٹر تاج الدین انصاری کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔ ماسٹر صاحب نے اسلم صاحب کو یقین دلایا کہ اگر قاضی صاحب نے وعدہ کیا ہے تو آپ بالکل نہ گھبرائیں وہ ضرور آئیں گے اور یہی ہوا۔ قاضی صاحب حسب وعدہ مقررہ تاریخ کو قصور تشریف لائے اور اپنے خطاب سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے محمد اسلم صاحب کے ساتھ بذریعہ خط و

کتابت رابطہ رکھا۔ قاضی صاحب کے دو خط آئے اسلم صاحب کو ملے وہ مصروفیت کی بنا پر جواب نہ دے سکے تو تیسرا خط جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے پیڈ پر آیا اور قاضی صاحب نے اس خط میں صرف ایک شعر ہی لکھا تھا۔

فسانۂ غم دل ہے کچھ سوال نہیں
نہ دو جواب سنے جاؤ کچھ ملال نہیں

قاضی صاحب کو نوجوانوں سے خاص انس و محبت تھی۔ وہ انہیں قوم و ملت کا قیمتی سرمایہ تصور کرتے اور انکی سیرت و کردار کی تعمیر پر زور دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کو قدرت نے ذہن رسا اور معاملہ فہمی کی دولت سے بھی نوازا ہوا تھا۔ آپ راولپنڈی کے مدرسہ تعلیم القرآن میں مولانا غلام اللہ خان کی مسجد میں خطاب فرما رہے تھے۔ آپ نے دوران خطاب ایک واقعہ بیان فرمایا کہ:

آپ بذریعہ ٹرین سفر کر رہے تھے۔ اس کمپارٹمنٹ میں کالج کے چند طلباء بھی شریک سفر تھے۔ طلباء نے قاضی صاحب سے پردہ کے بارے میں دریافت فرمایا کہ آپ کا پردہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ قاضی صاحب نے طلباء سے فرمایا کہ برخوردار میں آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ آپ ذرا یہ سامنے تھیلا لٹک رہا ہے اس میں سے لیموں اور چاقو نکال کر مجھے دے دیجئے۔ طلباء نے حکم کی تعمیل کی۔ قاضی صاحب نے لیموں کو چاقو سے کاٹتے ہوئے فرمایا کہو آپ کے منہ میں پانی تو نہیں آیا۔ انہوں نے کہا قاضی صاحب دل تو للچایا ہے۔ قاضی صاحب نے فوراً فرمایا: میرے عزیز طلباء جب تک یہ لیموں تھیلا میں تھا۔ اس وقت تک آپ کا دل نہیں للچایا لیکن جونہی اسکی نمائش کی گئی آپکا دل للچایا۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہے۔ دیکھئے قاضی صاحب نے کس منطقی انداز میں سوال کا صحیح اور مدلل جواب عطا فرمایا۔

مولانا عبدالحکیم (ممبر قومی اسمبلی) کی مسجد راولپنڈی میں تقسیم اسناد کا جلسہ تھا یہ اس وقت کی بات ہے کہ ملک میں نیا نیا مارشل لاء لگا تھا۔ جنرل محمد ایوب خان چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے۔ بڑے بڑے سیاست دان سیاست سے کنارہ کش ہو چکے تھے۔ کسی میں پبلک جلسوں میں کھل کر بات کرنے کا حوصلہ نہ تھا۔ ایک عجیب قسم کی گھٹن کا ماحول تھا۔ قاضی صاحب نے خطاب شروع کیا تو جلسہ گاہ سے کسی نے ایک چٹ سٹیج پر بھجوائی، قاضی صاحب نے چٹ پڑھی اور سوال کرنے والے سے مخاطب ہوئے کہ میرے بھائی ایک دفعہ شہنشاہ عالمگیر ایک حوض کے پاس گزر رہے تھے، وہاں ایک لڑکا بھی کھڑا تھا۔ شہنشاہ نے لڑکے کو پوچھا کیا آپ بتا سکتے ہو کہ حوض میں کتنا پانی ہے۔ لڑکے نے مؤدب انداز میں کہا کہ آپ مجھے پیمانہ دے دیجئے میں آپ کو بتا دوں گا۔ اس بات کا فیصلہ پیمانہ پر ہے۔ جس سے پانی کو ناپا جاتا ہے کہ حوض میں کتنا پانی ہے جیسا پیمانہ ہو گا ویسی ہی پیمائش ہو گی اب میں آپ کے سوال کی طرف آتا ہوں۔ اگر سابقہ حکومتوں سے مقابلہ کیا جائے تو یہ اس کے عشر عشیر بھی نہیں۔ دیکھا آپ نے قاضی صاحب کی بصیرت، کس انداز سے حقیقت کو بیان کیا ہے۔

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں

فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے کیونکہ ان کی خدمات اس قدر گراں بہا ہیں جن کا احاطہ چند سطور میں نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی زیر نگرانی تربیت پانے والے باغ و بہار قاضی صاحبؒ اپنے مرشد و استاد کی طرح بے شمار خوبیوں کے مالک اور ایک تاریخ ساز عہد زریں کا حصہ تھے۔

حضرت قاضی صاحب نے دیگر اسلاف کی طرح تمام عمر حق اور سچ کا ساتھ دیا اور اسلام کی حقیقی اور سچی روشنی کو پھیلانے میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی مغفرت فرمائے اور ہمیں ان کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق دے آمین۔

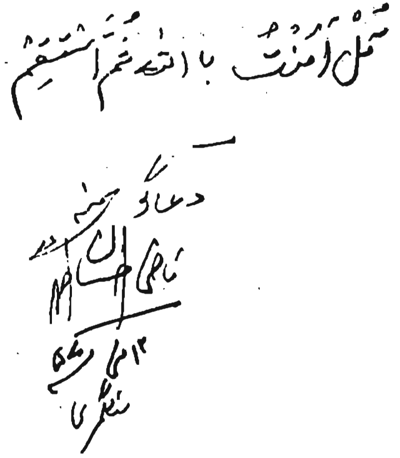

عکس تحریر

بہ شکریہ، اے رازی لندن

*